غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت بھی قبول ہے

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

حافظ محمد قمر الزمان

حافظ محمد ضیاء الزمان

بزم عشاق

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن والحدیث
نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

نحمده ونصلی و نسلم علی حبیبه الکریم
اما بعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
محمد الرسول الله والذین امنو معه اشدا . علی الکفار رحماء بینهم
صدق الله العلی العظیم
ان الله وملائکته یصلون علی النبی
یاایهاالذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما
محبت سے درود وسلام
الصلوة والسلام علیك یارسول الله
وعلی الك واصحابك یا حبیب الله

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
نبی کے نام پر مٹنا شہادت ہی شہادت ہے
فضاء جیل میں رہنا عبادت ہی عبادت ہے
بدن کی بوٹی بوٹی ہو' زبان کڑوی نہیں ہوتی
نبی کے نام میں ایسی حلاوت ہی حلاوت ہے
لگا کے جان کی بازی بتایا ہے یہ عامر نے
جو ان کی راہ میں بھگلے سلامت ہی سلامت ہے

اس لئے

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

سامعین محترم! اللہ کریم کی توفیق وعطا سے اور محبوب کریم ﷺ کی نظر عنایت سے آج کی اس بابرکت' نورانی محفل میں ہمارا موضوع ہے۔

''غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے''

سامعین محترم! علامات محبت میں سے یہ بھی ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالانا اور محبوب کریم ﷺ کے اسم مبارک کے سننے پر اظہار خشوع و

خضوع اور انکساری کرنا بھی ہے کیونکہ دعویٰ محبت اور اظہار عاجزی و انکساری لازم وملزوم ہیں۔

☆ محبوب کریم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا جب وہ محبوب کائنات ﷺ کا ذکر کرتے تو رونے لگتے اور خشوع وخضوع کا اظہار کرتے۔ محبوب کریم ﷺ کی غایت درجہ تعظیم کرتے اور آپ ﷺ کی ہیبت وجلال سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے یہی حال تابعین اور تبع تابعین کا تھا۔

☆ حضرت ابراہیم یحیٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب وہ محبوب کریم ﷺ کا ذکر مبارک کرے یا اس کے سامنے محبوب کریم ﷺ کا ذکر کیا جائے تو وہ خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور بدن کو ساکن کر کے جنبش نہ دے خود پر ہیبت وجلال طاری کرے گویا اگر وہ محبوب کریم ﷺ کے روبرو ہوتا اور اس وقت جو ادب واحترام فرض تھا ویسا ہی ادب واحترام اب بھی بجالائے۔

ادبوا النفس ایھا الاصحاب

فالطرق العشق کلھا اداب

اے لوگو! اپنے آپ کو ادب سکھاؤ کہ عشق کے انداز سارے کے سارے ادب پر منحصر ہیں۔

سحری کو چمن میں جو گرتی ہے شبنم

تاکہ پتہ پتہ کرے با وضو یاد تیری

محبوب سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب واحترام تعظیم وتکریم تقاضائے محبت ہے اور محبت محبوب ﷺ تقاضا ایمان ہے۔ محبوب سے منسوب ہر ہر چیز سے محبت تقاضائے محبت ہے۔

احب لحبھا السودان حتی

احب لحبھا لسود الکلاب

یعنی اس محبوب کی وجہ سے میں حبشیوں سے محبت کرتا ہوں اس کی محبت کی وجہ سے میں کالے کتوں سے محبت کرتا ہوں۔

ادب تقاضائے محبت ہے لیکن محبوب کریم ﷺ کی محبت تو تقاضائے ایمان ہے۔ اے ایمان والو! جان ایمان ﷺ سے محبت کرو اس درجہ ادب واحترام کرو ان سے منسوب ہر ہر شے کا ادب واحترام کرو ان سے متعلق ہر ہر چیز کا ادب واحترام کرو اسم محبوب ﷺ لبوں کی دہلیز پر جلوہ فگن ہو یا کانوں کے محلات میں نزول اجلال فرمائے تو فوراً ادب واحترام کی تصویر کامل بن جاؤ۔

☆ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ روزانہ قصیدہ بردہ شریف اس غرض سے بطور وظیفہ پڑھتے کہ سرکار سلطان الانبیاء محبوب کبریاء ﷺ کی زیارت ہو تو حصول مقصد نہ پائے۔ کسی محرم راز سے کہا تو انہوں نے فرمایا قصیدہ بردہ شریف کا ہی درود شریف اول و آخر پڑھا کرو۔ آپ نے ایسا کیا تو محبوب ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہو گئے۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتے اور اسم محبوب محمد ﷺ کبھی بے وضو نہ لیتے اور فرماتے شرم آمد کہ بے وضو نام محمد ﷺ بر زبان رانم۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

☆ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پسر ایاز ہمہ وقت کمر بستہ رہتا۔ اس فرزند ایاز کا نام محمد تھا۔ ایک دن سلطان طہارت خانہ کی طرف متوجہ حکم صادر کرنے لگے کہ پسر ایاز کو کہا جائے کہ آب طہارت حاضر کرے۔ ایاز نے یہ سخن سنا تو تفکرات کے سمندر میں غوطہ زن ہونے لگا۔ خدا جانے میرے فرزند ارجمند سے کونسی غلطی سرزد ہوئی جو کہ سلطان معظم کی ناراضگی کا سبب بنی۔ یعنی تب ہی تو سلطان نے اس کا نام نہ لیا۔ سلطان معظم وضو خانہ سے باہر آئے دیکھا کہ ایاز کے چہرہ پر خوف و ملال اور تفکرات و حیرت کی گھٹا ٹوپ گھٹا چھا رہی ہے۔ سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا! اے ایاز تیرے چہرے پر یہ درد و الم کے بادل کیسے۔ ایاز نے حال دل کہہ سنایا۔ سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کے لبوں پر مسکراہٹوں کے پھول کھلنے لگے۔ ارشاد فرمایا۔ اے ایاز! اپنے دل کو مکدر نہ کر' تیرے فرزند سے کسی غلطی کا صدور نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا وضو نہ تھا اور تیرے لخت جگر کا نام محمد ہے اور یہ ہی نام میرے محبوب ﷺ کا ہے مجھے شرم و حیاء دامن گیر ہوئی کہ بے وضو اس نام کو لبوں کی دہلیز پر لا کر بے ادبی کے زمرہ میں داخل نہ ہو جاؤں۔

ہزار بار بشویم دھن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

☆ اورنگ زیب عالمگیری اپنے ایک خادم خاص محمد قلی کو ایک دن فقط قلی کہہ کر پکارتا ہے۔ وہ فوراً پانی لے کر بارہ گاہ عالمگیریہ میں حاضر ہوتا ہے۔ شاہ وقت وضو کرتا ہے۔ مصاحب انگشت بدنداں ہیں کہ نماز کا وقت نہیں' پھر خادم کو کیسے علم ہوا کہ بادشاہ کو وضو کی حاجت ہے پوچھنے پر وضاحت کی جا رہی ہے۔ شاہ وقت نے غایت ادب و تعظیم کے پیش نظر کبھی اسے

آدھے نام سے نہیں پکارا آج اس نے نصف نام سے آواز دی تو میں فوراً سمجھ گیا کہ بادشاہ باوضو نہیں ہے۔ اس لئے لفظ محمد کو زبان پر نہیں لایا۔

جو نام محمد کی تعظیم نہیں کرتے
در اصل وہ اللہ کی تکریم نہیں کرتے
یہ تو محبت و عشق کے انوکھے اور نرالے انداز ہیں یہ
عقیدتیں' یہ محبتیں اور یہ ادب و تعظیم کی منزل رفیع تو
بانصیب احباب ہی کو میسر ہوتی ہے

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایذید ایں جا

نظروں کو جھکائے ہوئے خاموش گزر جا
بے تاب نگاہی یہاں بے ادبی ہے

☆ سیدنا حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ جو مشہور محدث اور آئمہ مجتہدین سے ہیں۔ آپ حدیث محبوب ﷺ کی تعظیم مبالغہ کی حد تک کرتے تھے۔ اول غسل فرماتے اور پھر فرش بچھایا جاتا اور مسند ٹھیک ہوتی۔ لوبان خوشبو سلگتی پھر منبر شریف پر بیٹھ کر کمال تعظیم ادب سے حدیث پاک بیان کرتے۔ پوچھا گیا جناب اتنا اہتمام کیوں تو فرمایا **تعظیما وادبالحدیث**۔

☆ مشہور محدث عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آپ درس حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔ یک دم آپ کا رنگ متغیر ہو گیا مگر آپ نے تسلسل حدیث پاک بدستور جاری رکھا اور بیان فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا جب درس حدیث مبارک ختم ہوا تو دعا مانگی گئی تو میرے استفسار پر ارشاد فرمایا۔ آج بچھو نے مجھے سولہ مرتبہ ڈنگ مارا ہے لیکن میں نے محبوب کریم ﷺ کی حدیث پاک کی عزت وعظمت وجلال واکرام ادب واحترام کے باعث صبر کیا۔

ادب کا یہ عالم تھا ساری زندگی مدینہ منورہ میں گزاری لیکن کبھی سواری نہیں کی فرماتے مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سرزمین میں گھوڑے پر سواری کروں جس زمین پاک میں محبوب کریم ﷺ استراحت فرما رہے ہوں اور مدینہ منورہ سے محبت کا یہ عالم تھا۔ ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ فریضہ حج کے لئے مکہ معظمہ گئے ساری زندگی یہیں گزار دی کہ

کہیں موت مدینہ منورہ سے باہر نہ آ جائے اور محبوب کریم ﷺ کی آپ پر وہ نظر عنایت تھی کہ کبھی آپ نے مشاہدہ جمال جہاں آرا سے انہیں محروم نہیں رکھا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں مابت لیلہ الارایت رسول اللہ ﷺ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں محبوب کریم ﷺ کی زیارت سے مستفیض نہ ہوتا ہوں۔ محبت و ادب کا کیا مقام ہے۔

☆ حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی بدایوانی نور اللہ مرقدہ ایک مرتبہ آپ مریدین کے ساتھ دہلی کی شاہراہ سے گزر رہے تھے۔ اچانک سامنے ایک کتا نظر آیا تو آپ ایک طرف ہٹ کر ادبا کھڑے ہو گئے۔ اس کے چلے جانے کے بعد جب واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو کسی نے عرض کیا۔ سرکار وہاں ادبا کھڑا ہونا چہ حکمت دارد؟ فرمایا ایک کتا نظر آیا ایسا کتا ایک مرتبہ میں نے پاکپتن شریف کی گلی میں دیکھا تھا۔

اگر ہائے سگ مے بوسم اے ناصح مزن طعنہ
کہ من چنداں بکوئے آشنائے دیدہ ام او را

سامعین محترم! اللہ کریم نے محبوب دو جہاں ﷺ کو ہر چیز سے برگزیدہ، اعلیٰ و افضل مقام عطا فرمایا اور فضیلتوں سے آپ ﷺ کو مخصوص فرمایا ہے۔ محبوب کریم ﷺ کی برکت سے اس فضیلت کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو حسب و نسب، محبت، قربت قریب یا قریب بعید سے آپ ﷺ سے نسبت ہے۔ حقیقت میں ہر اس شخص سے محبت لازم ہے جو محبوب کبریاء ﷺ کے ساتھ کوئی نسبت رکھتا ہے۔ جس طرح محبوب کریم ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ اہل بیت سے محبت محبوب کریم ﷺ سے محبت ہے اور محبوب کریم ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

☆ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ عرض گزار ہیں۔ اے اہل بیت رسول ﷺ تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ اس پر قرآن گواہ ہے۔ اے اہل بیت رسول ﷺ تمہاری عظمت شان کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔

سامعین محترم! اصحاب محبوب ﷺ کی تعظیم و توقیر بھی لازمی و ضروری ہے۔

☆ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کا رسول اللہ ﷺ پر کوئی ایمان نہیں جو میرے صحابہ کا تعظیم و تکریم کے ساتھ ذکر نہیں کرتا نیز فرمایا میرا کوئی صحابی ایسا نہیں جسے روز قیامت حق شفاعت نہ دیا گیا ہو۔ کسی ایک صحابی کا بے ادب و گستاخ اور منکر محروم عن الایمان ہے۔

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدین
اسلام ما محبت آل محمد است (ﷺ)

متعلقاتِ محبوب ﷺ سے محبت

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو محبوب دو جہاں ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و توقیر کرنا' حرمین شریفین میں آپ ﷺ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا یا وہ چیزیں جو محبوب کائنات ﷺ کے دست کرم سے چھوگئی ہوں یا محبوب کریم ﷺ نے ان کی معرفت کرائی ہو۔ان سب کا اکرام کرنا' محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے اور ان سب کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان کے لئے لازمی وضروری ہے۔

☆ منقول ہے کہ حضرت ابومخدورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال اتنے لمبے تھے کہ جب بیٹھتے تھے ان کے بال زمین تک پہنچ جاتے تھے۔لوگوں نے ان سے پوچھا ان بالوں کو اتنا لمبا کیوں کر رکھا ہے' انہیں ترشواتے کیوں نہیں۔ جواب میں فرمایا۔ میں انہیں اس بنا پر نہیں ترشواتا کہ ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ کا دست مبارک ان سے مس ہوگیا تھا۔ میں تبرکاً ان کی حفاظت کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ کی نشست گاہ پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملتے۔

☆ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو قید کرنے اور اسے تین درے مارنے کا فتویٰ دیا۔ جس نے یہ کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔ حالانکہ وہ شخص لوگوں میں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا اور کیا تعجب کہ اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا جائے جو معاذ اللہ یہ کہے کہ وہ مٹی خراب ہے اور غیر خوشبودار ہے جس میں محبوب کریم ﷺ استراحت فرما ہیں۔

محبوب کے ہم وطنوں' ہم زبانوں سے محبت

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ایة الایمان حب الانصار روایه النفاق بغض الانصار** ''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض منافقت ہے''۔

☆ اہل عرب سے محبت کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ **من احب العرب فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم** ''جس نے اہل عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھنے کی بنا پر رکھی''۔

☆ میرے پیر و مرشد اہل عرب کی بہت قدر کرتے ہیں۔ اب بھی اگر آستانہ عالیہ سیال شریف میں محبوب کریم ﷺ کا کوئی ہم وطن ہم زبان تشریف لے آئے تو حضرت صاحب بہت عزت و احترام کرتے ہیں۔ سر آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں حضرت خواجہ خوجگان شیخ الاسلام والمسلمین محمد قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے کفن مبارک مدینہ کی گلی میں بچھا دیا اور اوپر سے جب سگ مدینہ منورہ گزرا تو اٹھالیا اور وصیت فرمائی اس کفن کو سگ مدینہ سے نسبت ہے مجھے اسی میں دفنانا۔

☆ اسی طرح پیر جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے دراقدس کے زخمی سگ کو دیکھا تو اپنے سرانور سے دستار مبارک اتار کر پٹی کرنے لگے اور اس فعل کو اپنے لئے غنیمت سمجھا عشق ومحبت والے لوگ اس چیز کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

اگر ہائے سگ مے بوسم اے ناصح مزن طعنہ
کہ من چنداں بکوئے آشنائے دیدہ ام اورا

☆ مولانا روم صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجنوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہائے سگ بوسیدہ مجنوں، خلق گفتہ ایں چہ بود
گفتہ مجنوں گاھے گاھے ایں سگ در کوئے لیلیٰ بود

فرماتے ہیں کہ مجنوں کے قریب سے ایک کتا گزرا۔ مجنوں کتے کے پیچھے بھاگا اور کتے کو پکڑ کر کتے کے پاؤں چومنے لگا۔ لوگوں نے کہا مجنوں پاگل ہو گئے ہو مجنوں نے کہا پاگل میں نہیں تم ہو۔

ارے تم میں کوئی عاشق نہیں
عاشقوں کے رمز سے واقف نہیں

میں اس کتے کے قدم اس لئے چوم رہا ہوں کہ یہ کوئے یار سے ہو کر آیا ہے۔

لازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

بلکہ ہمارے اکابرین تو عشق ومحبت اور ادب محبت میں کمال درجہ رکھتے ہیں خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ آپ اپنے پیر و مرشد کے ہم زبان ہر پٹھان کی قدر، عزت و احترام کرتے تھے اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت و ادب میں دن ورات مصروف رہتے۔ خواجہ شمس الملت والدین اپنے پیر و مرشد پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ۱۴ مرتبہ تونسہ شریف سے مہار شریف اس حال میں تشریف لے گئے کہ خواجہ تونسوی علیہ الرحمتہ کا

سامان اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حضرت کی گھوڑی کے آگے آگے دوڑتے جاتے تھے۔

☆ میرے پیر و مرشد کے عشق و محبت و ادب کا کیا کہنا عجز و انکسار طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ محبوب کریم ﷺ سے کمال درجہ کا عشق تھا۔ اسی طرح سادات' علماء مشائخ سلسلہ اور ہم سلسلہ حضرات سے بڑی تواضع سے پیش آتے۔ حضرت خواجہ فیض بخش للہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گھنٹوں مراقب رہتے اور فرماتے یہاں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت خواجہ محمد سلمان تونسوی قدس سرۃ کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں۔ خاندان تونسوی کے ہر چھوٹے بڑے کا احترام کرتے۔ معصوم بچوں تک کیلئے ادب سے کھڑے ہو جاتے۔ غایت احترام کی وجہ سے تونسہ شریف میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ فضل و کمال اور علوشان کے باوجود ادب و احترام اور عجز و انکسار میں اس زمانہ میں آپ اپنی مثال آپ تھے چونکہ آپ محقق عالم اور مرد با خدا تھے اس لئے آپ کے اندر تعصب کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ مجھے اپنے پیر و مرشد کو دیکھتے ہی اس بات کا احساس ہوا کہ علم کی غرض غایت عجز و انکساری کے سوا کچھ نہیں۔

محبوب ﷺ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت

علماء' اولیا صلحاء اور متبعین سنت یہ حضرات محبوب کریم ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں۔ علماء' صلحا' اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کی صحبت میں بیٹھنا یقیناً آئینۂ دل کے زنگ کو صاف کرتا ہے دنیا کی آلائش اس سے دھلتی ہیں۔ روح کو پاکیزگی میسر آتی ہے۔ ان کی بابرکت مجلس میں دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں اور مردہ دلوں کو حیات نو ملتی ہے۔

☆ شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں تو تُو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات کا رخ نہیں موڑ سکتا گو عمر بھر مجاہدہ کرتا رہے۔ لہذا جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ تاکہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ ہو اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کر اور جس چیز سے وہ روکے اس سے احتراز کر' اگر پیش کرنے کا حکم کرے پیش کر' مگر اس کے حکم سے' نہ کہ اپنی مرضی سے۔ بیٹھ جانے کا حکم کرے تو بیٹھ جا۔ لہذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش کی سعی کرتا کہ وہ تجھے محبوب حقیقی سے ملا دے۔

☆ علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں' اتباع سنت کے عاشق ہوں' توسط پسند ہوں' افراط و تفریط سے بچتے ہوں' مخلوق خدا پر شفیق ہوں' تعصب و عناد ان میں نہ ہو' اپنے بزرگوں کی صحبت و خدمت' آداب و محبت جس

قدر میسر ہو جائے غنیمت کبری ونعمت عظمیٰ ہے۔

صحبت نیکاں اگر باشد نصیب
دولت جاوید یابی اے حبیب

☆ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کریم کے ساتھ محبت کرنے والے بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدایاد آجائے۔ارشاد ربانی ہے۔یاایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصدقین ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ سے محبت کرنے والے سچوں کے ساتھ رہو''۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سچوں سے مراد مشائخ صوفیہ ہیں جب کوئی شخص ان کی دہلیز کے خدام میں داخل ہو جاتا ہے۔تو ان کی تربیت اور قوت ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے۔

چوں تو خواہی ہم نشینی باخدا
رو نشیں تو در حضور اولیاء

اگر تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو جا اور اولیاء کرام کی محبت وصحبت اختیار کر

چوں شدی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

اگر تو عاشقوں کی محبت سے دور ہو گیا تو سمجھ لے' درحقیقت تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔

چوں تو پیوندی بداں شہ شہ شوی
ذرہ باشی و لیکن مہ شوی

جب تو اس بادشاہ یعنی مرشد کامل سے جاملا' تو سمجھ لے اب تو بھی بادشاہ بن جائے گا اگرچہ ذرے کی مانند حقیر ہے لیکن ان کی برکت محبت سے چمکتا ہوا چاند بن جائے گا۔

ہیں بشو تو خاک پائے اولیاء
تا بہ بینی ز ابتداء تا انتہاء

میری گزارش سن جا اور محبت کرنے والوں کے قدموں کی دھول بن جا تاکہ تجھ کو ابتدا اور انتہا سب نظر آنے لگے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

محبوب کامل شیخ کامل کی مقدس ذات وہ سنگ پارس ہے کہ تیری مردہ جان تجھ سے لے کر تجھ کو سو جان عطا فرمائے گا اور جو کچھ تیرے ذہن میں بھی نہیں آسکتا وہ تجھ کو عنایت فرمائے گا (مزید

تفصیل ہماری کتاب ''آداب محبوب ﷺ''، ''ذکر محبوب ﷺ''، ''علامات محبت'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

محبوب کریم ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی

سامعین محترم! ابولہب محبوب کریم ﷺ کا حقیقی چچا ہے۔ لیکن وہ محبوب خدا کا دشمن ہے۔ آپ ﷺ کی شان اقدس میں جب بکواس کرتا ہے تو جواباً اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ تبت یدا ابی لھب و تب ''اے ابولہب تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں'' کیونکہ تو میرے محبوب کریم ﷺ کا دشمن ہے۔ علامات محبت میں یہ چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں کہ اس سے دشمنی وعدات رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا دشمن ہو۔ سنت محبوب ﷺ کی مخالفت کرنے والے سے کنارہ کشی اختیار کرے اور اس شخص کی صحبت سے بھی احتراز کرے جو دین میں ایسی باتیں ایجاد کرے جو فساد کا سبب بنیں اور خلاف شریعت باتوں کو گوارہ نہ کرے۔

اللہ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا۔ لاتجد قوما یومنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله و رسوله ولو کانو اباء هم او ابنائهم او اخوانهم او عشیرتهم ''آپ ﷺ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے''۔

☆ محبت کرنے والا محبوب کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیتا ہے ان میں سے چند قریبی رشتوں کا صراحتاً ذکر فرمایا۔ اولاد کو اپنے والدین سے محبت بھی ہوتی ہے اور ان کا ادب ولحاظ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹا اس کی پرواہ تک نہیں کرتا اس طرح باقی رشتے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی محبت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے چنانچہ چشم فلک نے دیکھا کہ جب غلامان محبوب علیہ التحیہ والثناء بدر واحد کے میدانوں میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو جو بھی ان کا مدمقابل بنا انہوں نے بلا تامل اس کو خاک وخون میں ملا دیا۔

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

☆ عاشقوں کے انداز محبت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ محمد رسول الله

والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ''محمد ﷺ اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ان کے ساتھ محبت کرنے والے دشمنوں' کافروں پہ سخت اور آپس میں رحم دل' اخلاص ومحبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں''۔یعنی ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا غصہ اور محبت سب محبوب کے لئے اور محبوب کی وجہ سے ہے۔

محبوب کریم ﷺ کی تعظیم امت پر فرض ہے

تعظیم وتکریم اور ادب و احترام محبوب کریم ﷺ امت مسلمہ پر فرض ہے۔ حقیقتاً تعظیم محبوب ﷺ ہی دین وایمان کی بنیاد واساس ہے۔امام نبہانی نے جواہر البحار میں بیان کیا ہے۔ اللہ کریم نے ہم (مسلمانوں) پر حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم' عزت وتوقیر' مدد ونصرت' عشق ومحبت اور ادب واحترام واجب کیا ہے(جواہر البحار)۔

رحمت دوجہاں ﷺ کے امت مسلمہ پر جو حقوق ہیں ان میں سے مذکورہ بالا حقوق بھی ہیں' ان کی ادائیگی سے رحمت دوجہاں ﷺ کی روح پاک کو راحت وسکون ہوتا ہے اور ان کی عدم ادائیگی' روح مصطفیٰ ﷺ کو تکلیف واذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔اس لئے امتی پر لازم ہے وہ ہر حال میں ایسا عمل بجالائے جس سے تعظیم وتکریم محبوب ﷺ کی جھلک نظر آئے۔ تعظیم محبوب ﷺ زمان ومکان کی شرائط وقیودات سے ماوراء ہے' ہر دور میں امت مسلمہ اسے بجالاتی رہی ہے اور رہے گی خواہ رحمت دوجہاں ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ ہو خواہ اس کے بعد کی زندگی ہو ہر حال میں امت پر لازم ہے۔اسی سے امت کے مردہ دلوں میں زندگی ہے اور جوں جوں یہ زیادہ ہوتی جائے گی ایمان وایقان کا نور بھی بڑھتا رہے گا' امت مسلمہ تاریکی وظلمت کے اندھیروں سے نجات وخلاصی پائے گی' ایمان کا پودا نشوونما وفروغ پائے گا اور اس کی افزائش میں مسلسل اضافہ ہوگا۔

☆ علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ امت مسلمہ پر تعظیم محبوب کبریاء ﷺ کے وجوب کا تصور یوں بیان کرتے ہیں۔محبوب کریم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ اور وصال کے بعد تمام احوال میں آپ کی تعظیم وتوقیر بجالانا امت پر واجب ہے کیونکہ دلوں میں جتنی محبوب کریم ﷺ کی تعظیم بڑھے گی اسی قدر نور ایمان بڑھے گا (تفسیر روح البیان' ۷:۲۱۶)۔

تعظیم وتکریم محبوب ﷺ وہ فعل ہے جس سے نور ایمان بڑھتا ہے جس قدر فعل تعظیم رسول ﷺ میں اضافہ ہوگا اسی قدر دلوں میں ایمان کا نور فروغ پاتا ہے' دلوں کی ظلمت وتاریکی چھٹنے لگتی ہے اور یہ بقعہ' نور بن جاتے ہیں اور یوں قوت ایمان سے روشن وتاباں ہوجاتے ہیں۔

جان و مال تعظیم محبوب ﷺ پر فدا

یہ بات علامات ایمان میں سے ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کی تعظیم و تکریم بجالائی جائے اور ہر طرح سے اس کا اہتمام و انصرام کیا جائے حقیقتاً ایمان کی لذت و حلاوت اور چاشنی سے وہی لوگ شناسا ہوتے ہیں جو عزت و توقیر، تعظیم و تکریم، ادب و احترام اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بلندی و رفعت کے لئے اپنی جان و مال سے گزر جاتے ہیں اور ان کا مطمع نظر یہ بن جاتا ہے کہ سب کچھ جاتا ہے تو جائے مگر مالک دو جہاں ﷺ کی عزت و ناموس پر کوئی حرف نہ آئے۔

☆ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ایمان کی انہی علامات کا ذکر یوں کیا ہے۔ ہم (اہل ایمان) جان رحمت ﷺ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے ذکر کو بلند کرنے اور آپ کی بزرگی و عظمت کو ظاہر کرنے اور آپ کی علوقدر و منزلت میں اپنے خون بہاتے ہیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں (الصارم المسلول)۔

اہل ایمان جان و مال کو اپنی ملکیت تصور ہی نہیں کرتے انہیں یہ شعور و آگہی ہے کہ یہ نعمتیں امانتاً عطا کی گئیں ہیں اس بناء پر وہ سب کچھ کرنے کے باوجود یہی سمجھتے ہیں کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ امت مسلمہ تعظیم رسول ﷺ کے حوالے سے اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داری سے غافل نہیں ہے بلکہ اس کی ادائیگی کے لئے ہر لحہ کوشاں و کمر بستہ ہے۔ امت کی اسی ذمہ داری کے حوالے سے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ محبوب کریم ﷺ کی عزت و تعظیم کی حفاظت ہر طریق سے کرنا واجب ہے (الصارم المسلوم:۲۰۹)۔

یعنی کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں یہ فرض اٹھ جائے بلکہ ہمہ وقت یہ موجود ہے اس کی ادائیگی کے لئے امتی کو ہر وقت مستعد رہنا چاہئے اور ہر طریق سے اس فرض کو نبھانے ہی سے وہ اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی تک رسائی پا سکتا ہے۔

تعظیم رسول ﷺ روح دیں

دین کی اساس و بنیاد عقیدۂ رسالت ہے۔ اسی واسطے و ذریعے سے عقیدہ توحید کی نہ صرف معرفت و پہچان ہوئی بلکہ اسی وساطت سے نسل انسانی کو ابدی و دائمی ہدایت ربانی قرآن حکیم کی صورت میں میسر آئی، خود ذات باری تعالیٰ کی توحید و الوہیت پر سب سے بڑی حجت قاطعہ اور

آیت محکم رسالت محبوب کبریاء ﷺ ہے گویا جو رسالت محبوب کریم ﷺ کا منکر ہے وہ کل دین کا انکار کرنے والا ہے اور اسی طرح جان رحمت ﷺ کی تعظیم وتکریم' ادب واحترام' عظمت ورفعت کو ترک کرنے سے کل دین کا ابطال ہے جبکہ اس کے برعکس ان آداب کی ادائیگی و بجا آوری سے کل دین کا قیام ہے' علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کی یوں پردہ کشائی کرتے ہیں۔

جان رحمت ﷺ کی بے عزتی (بے ادبی) اللہ کے دین کے کلیتاً منافی ہے کیونکہ جب بے عزتی ہوئی تو احترام وتعظیم کا سقوط ہوا نتیجتاً جو آپ اپنے ساتھ رشد وہدایت لائے وہ بھی ساقط ہوئی یوں سارے دین کا ابطال ہوا پس حضور ﷺ کی مدح وثناء اور تعظیم وتوقیر کے قیام سے کل دین کا قیام ہے اور ان چیزوں کے ساقط ہونے سے کل دین کا سقوط ہے (الصارم المسلول: ۲۱۱)۔

گویا یہ بات خوب اچھی طرح عیاں ہوگئی کہ تعظیم وتکریم محبوب کبریاء ﷺ ہی دین اسلام کی بنیاد اور روح ہے تعظیم رسول ﷺ کی اسی اہمیت کے پیش نظر علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔ جب حقیقت یہ ہے تو ہم پر لازم ہے کہ محبوب کریم ﷺ کی خاطر اس شخص کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں جو آپ کی شان میں گستاخی کرے اور احتجاج یہ ہے کہ اسے قتل کردیں' اس لئے کہ آپ کی عزت کو پامال کرنا' اللہ کے دین کی اہانت کرنا ہے۔

جو شخص تعظیم محبوب کریم ﷺ سے منحرف ہوکر کسی دوسری روش وطریق پر چلے تو امت پر لازم ہے کہ ایسے گستاخ وبد بخت کو صفحہ ہستی سے مٹا دے یہاں تک کہ اس کا نام ونشان باقی نہ رہے۔ یہ حرماں نصیب گستاخی وبے ادبی کے عمل کے باعث کل دین کی بنیاد اور عمارت منہدم کرنے کی سعی لاحاصل کررہا ہے اس جرم عظیم کے ارتکاب کی وجہ سے مستحق عتاب اور اس لائق ہے کہ اس کی گردن تن سے جدا کردی جائے اور یوں ہمیشہ کے لئے اسے دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے۔

امت مسلمہ کی بقاء گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں ہے

امت مسلمہ کا تشخص وانفرادیت اور خصائص وامتیازات یہ ساری نسبتیں نسبت محبوب کریم ﷺ کے توسل سے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کی نسبت سے ہی امت قیامت تک کے لئے بہترین امت ٹھہری ہے اور آپ ہی کے وجود مسعود کی برکت سے وہ عذاب جو امم سابقہ کو معصیت الٰہی کی وجہ سے ہوتا تھا' ٹل گیا ہے۔ سابقہ امم جب بھی گناہ ومعصیت کا ارتکاب کرتیں' اسی وقت بصورت عذاب دنیا ہی میں اس کا خمیازہ بھگت لیتیں' امت محبوب کریم ﷺ حضور ﷺ کی نسبت وتصدق ہی سے نہ صرف قرب الٰہی کی لذتوں سے سرخرو ہوئی ہے بلکہ تھوڑے وقلیل

اعمال پر بھی بے پناہ اجر و جزاء کی مستحق ٹھہری ہے‘ درحقیقت جانِ رحمت ﷺ کا اس امت میں مبعوث ہونا رب کائنات کا اس امت پر احسان عظیم ہے۔ قرآن اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔ **لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم**’’ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا (ہی) احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول (ﷺ) بھیجا‘‘ (آل عمران‘ ۳:۱۶۴)۔

اللہ کریم کے اس احسان عظیم کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ہر حال میں اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں‘ اس کی عطا کردہ نعمت عظمیٰ پر شکر گزار رہیں‘ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں کیونکہ اس فریضے کی عدم ادائیگی اور سستی و غفلت سے نہ صرف امت مسلمہ کی بقاء و سلامتی کی ضمانت معدوم ہو جائے گی بلکہ اپنے انفرادی تشخص کے ساتھ ساتھ اجتماعی وجود کو بھی برقرار رکھنا اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ اس مسلمہ حقیقت سے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے بھی امت کو آگاہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں گستاخی و بے ادبی اور طعن تشنیع کرنے والے شخص کی سزا کے متعلق آپ کی رائے اور فتویٰ چاہا‘ مزید برآں بتایا کہ فقہاء عراق ایسے شخص کو کوڑے مارنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے اور بڑے غضبناک ہو کر فرمانے لگے۔ اے امیر المومنین امت مسلمہ کی بقاء و سلامتی اور زندہ رہنے کا کیا جواز حضور نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے کے بعد باقی رہ جاتا ہے؟ پس جس نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اسے قتل کر دیا جائے گا اور جس نے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی اسے کوڑے مارے جائیں گے (الشفاء)۔

شان رسالتمآب ﷺ میں بے ادبی و گستاخی کے بعد امت مسلمہ کے زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ امت کی غیرت و حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جونہی گستاخی و بے ادبی رسول ﷺ کا فتنہ سر اٹھائے تو نہی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس طرح ختم کر دے کہ آئندہ اس کی پرورش و فروغ پانے کے جملہ امکانات اور صورتیں کلیتاً معدوم ہو جائیں۔

سامعین محترم! ہم اس کے قتل کے فتوے کے حامی ہیں اور مرتے دم تک رہیں گے۔ ہمارے نزدیک جو کوئی بھی سرورِ کون و مکاں ﷺ کی عزت و حرمت کے خلاف زبان درازی کرے وہ واجب القتل ہی ہے۔ مختصر یہ کہ وہ امت جس کی غیرت و حمیت نے اپنے نبی کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی‘ توہین و تحقیر اور استخفاف و تنقیص کے مرتکب گستاخ کا زندہ رہنا گوارا کر لیا‘ اللہ کی عزت کی قسم‘ خدا کی غیرت اس امت کا حمیت و غیرت اور عزت کے ساتھ جینا گوارا نہیں

کرے گی۔ ایسی امت کو ذلیل ورسوا کر دیا جائے گا۔ امت کا عزت وغیرت اور حمیت ووقار کے ساتھ جینا اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی عزت وحرمت' عظمت وتقدس اور ادب و احترام پر نہ صرف مرمٹے بلکہ اپنے تن' من' دھن کی بازی لگا کر اپنے ایمان کی بقاء اور تحفظ کا سامان بھی کرے۔ اللہ قادر وکریم ہمارے اذہان وقلوب کو محبوب کریم ﷺ کی محبت وادب اور اطاعت واتباع سے منور ومعمور فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے کٹ مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

<u>عام فرد کی ہتک عزت کا ازالہ بصورت مال اور حضور ﷺ کی گستاخی کا ازالہ بصورت تلف جان ہے۔</u>

سامعین محترم! عصر حاضر میں آج اگر کسی شخص کی عزت وناموس پر حملہ کیا جائے اور اس کی شہرت ومقبولیت اور عوامی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے تو توہین وہتک عزت کے طور پر کروڑوں اربوں روپے کے دعوے دائر کر دیئے جاتے ہیں' ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ بنا دیا جاتا ہے گویا ایک عام انسان کی عزت وحرمت کو ناقابل جرح قدر (Value) مانا گیا ہے۔ اگر کوئی انسانی قدر (Human Value) کو پامال کرے تو عدالتیں اس انسانی قدر کے تقدس واحترام کے لئے قانون جاری کر کے کروڑوں روپے اس کے ازالے کے لئے دیتی ہیں تاکہ کسی حد تک اس کی تلافی ہو جائے' حیرت ہے' عالم مغرب ایک عام انسان کی عزت وحرمت' احترام وتقدس کے لئے بنائے گئے ایسے قانون کو' جس کے نتیجے میں ایک شخص معمولی سی توہین کی بنا پر اپنی عمر بھر کی کمائی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے' اسے زیادتی وناانصافی قرار نہیں دیتا بلکہ اسے عین انصاف قرار دے رہا ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے جب سے کائنات معرض وجود میں آئی ہے تب سے لے کر آج تک تمام انسانوں کی عزت وحرمت' احترام وتقدس تاجدار کائنات اور وجہ تخلیق کائنات' محبوب کبریاء' فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کے نعلین پاک سے مس ہونے والے ذرے کے بھی مساوی نہیں۔ اس بنا پر ایک عام فرد کی توہین اور ہتک عزت کا ازالہ کروڑوں واربوں روپے سے ہو سکتا ہے مگر محبوب کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وبے ادبی' توہین وتحقیر اور استخفاف کے مرتکب اور آپ کی شان میں زبان کھولنے والے کی گستاخی کا مطلقاً ازالہ نہیں ہو سکتا' یہاں مال ودولت کی بڑی سے بڑی مقداریں (Quantities) بھی ازالہ نہیں کر سکتیں۔ اس گستاخی کی سزا صرف جان اور زندگی سے محروم کر دینا اور اس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک ومطہر کر دینا ہی ہے۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (سورۃ الاحزاب)۔ والذین یؤذون رسول اللہ

لھم عذاب الیم (سورہ التوبہ)۔

مندرجہ بالا آیات کی رو سے محبوب کبریاء ﷺ کو ایذا پہنچانے والے کی سزا دنیا میں لعنت و رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب اور یہ عذاب خواہ بے ادبی' گستاخی سب وشتم کی صورت میں ہو یا جنگ و جدل کی صورت میں اور جمہور اہل اسلام کے نزیک ایسے شخص کی سزا دنیا میں قتل ہے۔خواہ وہ شخص کلمہ گو ہو' کافر ہو' مشرک ہو یا کتابی۔ یہاں پر چند ایک فتوے سمجھنا ضروری ہیں۔

☆ مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰ لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲۔ ''جو الفاظ موہم تحقیر سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہوان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

☆ آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے' اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آئے قتل کرنا چاہئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریاء تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔(انتھی کلامہ الشریف)۔

☆ جناب مولانا محمد انور شاہ صاحب کاشمیری تحریر فرماتے ہیں۔''بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے' چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو'' (دعوت فکر صفحہ ۲۰)۔

☆ ''کل امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے'' (انور شاہ کشمیری اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ صفحہ ۴۳)۔

☆ ''انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے'' (جناب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند اشد العذاب)۔

☆ نیز صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ ''ضروریات دین سے انکار کرنے والے اور انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔ مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ السلام کے زمانہ کے منافقین سب کچھ فرائض وواجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے۔بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے۔آسمان ٹلے' زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔

☆ ان تمام تصریحات کے بعد اب کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

اب ایسے ہی لوگوں کا حشر ساعت فرمائیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک پیش امام ہمیشہ قرائت جہری میں ''سورۃ عبس وتولیٰ'' کی علاوت کرتا۔ مقتدیوں کی شکایت پر اسے طلب کیا گیا اور پوچھا کہ تم ہمیشہ یہی سورۃ کیوں تلاوت کرتے ہو کہنے لگا۔ ''مجھے حظ آتا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جھڑکا ہے''۔ اس پر اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

☆ ''علامہ حقی لکھتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہمیشہ نماز میں اسی سورۃ (عبس وتولیٰ) کی قرائت کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضور ﷺ کے مرتبہ عالیہ کی تنقیص کے ارادے سے اس کی قرائت کیا کرتا تاکہ مقتدیوں کے دل میں بھی محبوب کریم ﷺ کی عظمت کم ہو جائے۔ اس لئے نگاہ فاروق میں وہ مرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے (بحوالہ روح البیان)۔

☆ اسی طرح بخاری شریف حضرت ابن عمر زہری اور ابراہیم رضی اللہ عنہم نے کہا مرتد مرد اور مرتد عورت قتل کر دی جائے اگر توبہ نہ کرے۔ ان میں نادہندگان زکوٰۃ بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ باب ۱۰۳۰ بخاری جلد سوم میں تحریر ہے اور اسی طرح حدیث ۱۷۱۶ میں ایک یہودی کو قتل کر دیا گیا جو اسلام لانے کے بعد پھر یہودی ہو گیا۔

☆ زیر آیت ۶۰ سورۃ النساء کے حاشیہ صدر الافاضل میں درج ہے کہ:

بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا چلو سید دو عالم ﷺ سے طے کرالیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے۔ اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے ایک کعب بن اشرف یہودی کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔ اس لئے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا۔ ناچار منافق کو فیصلہ کے لئے حاکم کائنات ﷺ کے حضور آنا پڑا۔ حاکم کائنات ﷺ نے فیصلہ دیا۔ وہ یہودی کے موافق ہوا۔ یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اس کا معاملہ جان کائنات ﷺ طے فرما چکے ہیں۔ لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں۔ آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا ہاں میں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس کو قتل کر دیا

اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے اور ایسا ہی تفسیر مظہری میں درج ہے۔

☆ ضیاء القرآن میں سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۲۸ کے تحت لکھا ہے۔ ''مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط جب کبھی سفر سے واپس آتا تو دعوت عام کرتا جس میں اہل مکہ شریک ہوتے۔ یہ اکثر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ حضور کی باتیں سنتا اور انہیں پسند کرتا۔ ایک دفعہ وہ سفر سے واپس آیا تو اس نے حسب دستور دعوت عام کا اہتمام کیا اور مالک دو جہاں ﷺ کو دعوت دی۔ مالک کائنات ﷺ نے فرمایا۔ جب تک تو مشرف بہ اسلام نہ ہو میں تیری دعوت قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابی بن خلف سے عقبہ کا بڑا یارانہ تھا۔ اس نے سنا تو آ کر کہا۔ اے عقبہ سنا ہے تو مرتد ہو گیا ہے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں میں نے محض ایک غرض کے لئے اسلام کا اظہار کیا۔ ابی کہنے لگا۔ میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک تو اس کے پاس جا کر ایسی ایسی گستاخیاں نہ کرے۔ عقبہ اپنے یار کو خوش کرنے کے لئے حضور ﷺ کے پاس گیا اور وہ ساری گستاخیاں کہیں جن کی فرمائش اس کے یار نے کی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے رخ انور پر تھوک دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی تھوک کو آگ کا انگارا بنا کر لوٹایا اور اس کے منہ پر دے مارا۔ جس سے اس کا منہ جل گیا اور مرتے دم تک گالوں پر داغ رہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سرزمین مکہ سے باہر تیری ملاقات ہوگی تو علوت راسک بالسیف تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہ بات اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی کئی سال بعد جب اہل مکہ بدر کی طرف جانے لگے تو اس نے پہلوتہی کرنا چاہی اور کہا تم کو معلوم ہے اس شخص نے مجھے جو دھمکی دی تھی اور جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے۔ مجھے یہیں رہنے دو۔ انہوں نے کہا، تم بھی عجیب آدمی ہو۔ پہلے تو اس کے غالب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر بفرض محال کوئی ایسی صورت پیش آ بھی گئی تو تمہارے پاس تیرا تیز رفتار سرخ اونٹ ہے اس پر سوار ہو کر بھاگ جانا۔ چنانچہ اسے اپنی بدبختی لے گئی کفر کو شکست ہوئی۔ یہ اپنے اونٹ کو لے کر بھاگا۔ لیکن وادیوں کے پیچ وخم میں الجھ کر رہ گیا اور گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے حکم سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ قیامت کے روز یہ جب قبر سے اٹھے گا تو اس کی حسرت وندامت کی یہ حالت ہوگی جو اس آیت مذکورہ میں ہے۔ یولیتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا (الفرقان)۔'' ہائے افسوس! کاش نہ

بنایا ہوتا میں نے فلاں کو دوست اپنا''۔آگے مدارج النبوت II صفحہ ۶۲۴ پر ہے۔

☆ اب رہا ابی بن خلف کا قصہ! تو کسی وقت حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیرا قاتل میں ہوں گا۔ یہ خوف اس کے دل میں یقین کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔لہذا قریش مکہ سے خروج کے وقت احد کی جانب وہ آنا نہ چاہتا تھا کہ کہیں وہ مارا نہ جائے۔ ابوسفیان اسے اصرار کر کے لایا تھا۔اس کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسیران بدر میں شامل تھا۔ جب اس کا فدیہ قبول کیا گیا تو اس نے مکہ جانے کی اجازت پائی تا کہ وہ فدیہ ادا کرے۔اس بے حیا نے لوٹتے وقت کے روبرو بکواس کی کہ اے محمد (ﷺ) میرا ایک گھوڑا ہے میں اسے خوب دانہ پانی دوں گا تا کہ فربہ ہو جائے۔ پھر اس گھوڑے پر سوار ہو کر آپ سے جنگ کروں گا اور آپ کو (خاک بدہن) قتل کروں گا۔ مالک کائنات ﷺ نے فرمایا۔ بلکہ اس گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں ہی میں تجھے قتل کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ علماء فرماتے ہیں کہ بدترین خلق اور بدبخت ترین مخلوق وہ ہے جسے حضور قتل کریں۔

روز احد محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابی بن خلف سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ یہ خلف' بے خبری میں پیچھے سے نہ آ جائے۔اگر تمہیں وہ نظر آ جائے تو مجھے بتا دینا۔اچانک جنگ کے آخر میں وہ اپنے گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ جب اس کی نظر محبوب کبریاء ﷺ پر پڑی' تو اس نے نالائقی کی باتیں کہنی شروع کر دیں۔اس نے کہا۔اے محمد (ﷺ)! آپ ابی کے ہاتھ سے نہ بچ سکیں گے۔اگر آج آپ میرے ہاتھ سے بچ گئے تو۔۔۔۔۔۔یہ کتنا بے حیا اور بے شرم تھا کہ باوجود اس اعتقاد کے کہ خود مالک کائنات ﷺ کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ پھر بھی لاف زنی کرتا تھا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اشارہ فرمائیے۔ہم اس پر حملہ کریں اور اسے دوزخ میں پہنچا ئیں۔ جب یہ ملعون قریب پہنچا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ' حضور ﷺ کے پاس قریب ہی کھڑے تھے۔ مالک کائنات ﷺ نے ان سے نیزہ لیا۔ایک روایت میں ہے کہ حارث بن الصمہ سے نیزہ لیا اور ابی کی طرف پھینکا اور ایک روایت میں ہے کہ اسی کا نیزہ اس کے ہاتھ سے لے کر اس پر پھینکا۔ یہ اس شقی کی گردن پر پڑا۔اسی وقت اس نے اپنے گھوڑے کی لگام پھیری اور اپنی قوم سے مل گیا اور خود کو گھوڑے سے گرا دیا اور گائے بیلوں کی مانند ڈکرانے لگا۔اس کی قوم نے اس سے کہا۔ تیرا زخم تو ایک معمولی سی خراش سے زیادہ نہیں۔اتنی چیخ و پکار اور واویلا کیوں کرتا ہے۔اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ یہ زخم کس کی مار کا ہے۔ میں واقف ہوں کہ اس زخم سے میری جان

نہ بچ سکے گی۔ اگر یہ زخم جو مجھ اکیلے کو لگا ہے تمام حجاز والوں کو لگ جائے تو وہ یکبارگی سب کے سب مر جائیں۔ اس لئے کہ محمد (ﷺ) نے مجھے خبر دے دی ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے گا اور کہنے لگا اگر محمد (ﷺ) میرے منہ پر کھجور کی گٹھلی بھی مار دیتے تو بھی میں مارا جاتا۔ وہ یونہی چیختا چلاتا رہا۔ پھر وہ ملعون مشرکوں کے مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے مرالظہران میں جو مکہ سے ایک منزل پر ہے واصل جہنم ہوگیا (مدارج النبوۃ حصہ دوم ص ۳۶۴ تا ۶۵)۔

☆ محدث کبیر امام ابو یعلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا عابد و زاہد نوجوان تھا۔ ہم نے ایک دن جان رحمت ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ اسے نہیں جان سکے۔ پھر اس کے حالات واوصاف بیان کئے' جب بھی آپ ﷺ اسے نہیں پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آ گیا۔ یونہی اس پر نظر پڑی ہم نے محبوب کبریاء ﷺ کو خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ ''میں اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھ رہا ہوں''۔ اتنے میں وہ آپ ﷺ کے قریب آ گیا اور سلام کیا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا یہ بات صحیح نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا۔ محبوب کریم ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں یارسول اللہ ﷺ۔ جب اس ارادے سے وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اسے نماز پڑھتا دیکھ کر واپس لوٹ آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں؟ جبکہ جان کائنات ﷺ نے نمازی کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ پھر جان کائنات ﷺ نے آواز دی۔ کون اسے قتل کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں یارسول اللہ ﷺ۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت جوان سجدے کی حالت میں تھا۔ وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر واپس لوٹ آئے۔ محبوب کبریاء ﷺ نے آواز دی کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا۔ میں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کرو گے۔ بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری امت

کے دو افراد بھی آپس میں نہ لڑتے (ابریز شریف ص ۲۲۷)۔

☆ محبوب کبریاء ﷺ نے فتح مکہ پر اہل مکہ کو امن دے دی۔ مگر ایک جماعت کے لئے حکم صادر فرمایا کہ حل وحرم میں جہاں بھی پائے جائیں قتل کر دیئے جائیں۔ اگر چہ غلاف کعبہ میں لپٹے ہوں۔ آج کے دن حرم بھی میرے لئے حلال ہے۔ ان میں چار مرد قتل کئے گئے اور سات نے پناہ مانگ لی اور چار عورتیں ماردی گئیں اور دو کو پناہ دے دی گئی (مدارج النبوت حصہ دوم ص ۲۹۴ بحوالہ مواہب اللدنیہ)۔

☆ ابن خطل فتح مکہ سے پہلے مدینہ شریف آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اسے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بعض قبیلوں کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری تھا اور اس کے ساتھ ایک خزاعی مسلمان خدمت گاری میں تھا۔ وہ ایک منزل میں اترا اور خزاعی کو حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کر کے اس کے لئے کھانا تیار کرے اور وہ خود سو گیا۔ اس خزاعی نے بھی خدمت میں کوتاہی کی وہ بھی سو گیا اور کھانا تیار نہ کر سکا۔ جب دیکھا کہ کھانا تیار نہیں ہوا تو غصہ میں آکر خزاعی کو قتل کر دیا اور صدقہ کے جانور لے کر اہل مکہ (کفار) سے جاملا اور ان سے کہا کہ تمہارے دین کو میں نے محمد کے دین سے بہتر پایا اور وہ اپنی باندیوں سے محبوب دو جہاں ﷺ کی ہجو سنا کرتا۔ جب مکہ فتح ہوا تو اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی اور غلاف کعبہ سے لپٹ گیا۔ جس وقت جان کائنات ﷺ طواف فرمارہے تھے' کسی صحابی نے اسے دیکھ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ابن خطل ہے اور غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا ہے۔ فرمایا جہاں ہو قتل کر دو تو فرمان کے مطابق قتل کر دیا گیا۔ اسے سعید بن حویرث نے بار وایت ابو عثمان نہدی ابن ابی شیبہ سے نقل ہے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا (مدارج النبوت ص ۲۹۴ بخاری شریف ۶۱۴/۲' تاریخ طبری ص ۳۹۹)۔

☆ حویرث بن نقید ایک شقی شاعر تھا اور بارگاہ رسالت کی بڑی ہجو کرتا تھا۔ روز فتح مکہ جب اپنا مباح الدم ہونا سنا تو گھر میں بیٹھ گیا اور گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر آکر اسے تلاش کیا' لوگوں نے کہا صحراء میں چلا گیا ہے۔ حویرث نے جب جانا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی طلب میں آئے ہیں تو ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے گھر سے دور چلے گئے تو وہ گھر سے نکلا اور چاہا کہ کسی دوسرے گھر میں جا چھپے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وہ ایک کوچہ میں مل گیا اور اس کی گردن اڑا دی (مدارج النبوت ۹۲/۲۹۹ و تاریخ طبری ۱/۳۹۹)۔

☆ مقیس بن صبابہ اپنے بھائی کی دیت لینے کے باوجود انصاری کو شہید کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا۔ روز فتح مکہ وہ مشرکوں کی ایک جماعت کے ساتھ کسی گوشہ میں شراب پینے میں مشغول تھا۔ مالک کائنات ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ اس پر نمیلہ بن عبداللہ لیثی نے اسے قتل کر دیا (مدارج النبوت ۲/۵۰۰ تاریخ طبری ۱/۳۹۹)۔

☆ حارث بن طلاطلا بھی حضور علیہ السلام کو ایذا دینے والوں میں سے تھا۔ فتح مکہ کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس پر قابو پا کر قتل کر دیا (مدارج النبوت ۲/۵۰۱)۔

☆ قریبہ اور ارنب یہ دونوں باندیاں ابن خطل کی گانے والیاں تھیں جو جان رحمت ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں، قتل کر دی گئیں۔ اس کی ایک باندی قرتنا بھاگ گئی۔ لوگوں نے اس کے لئے حضور علیہ السلام سے امان مانگی۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے اسے امان دے دی۔ پھر وہ آئی اور مسلمان ہو گئی (مدارج النبوت ۲/۵۰۶)۔

☆ سارہ بنی المطلب کی باندی تھی۔ بعض کے نزدیک یہ عمرو بن ہشام کی باندی تھی یہ وہ عورت ہے جس کے ہاتھ حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کے نام خط لکھ کر بھیجا تھا۔ یہ مرتد ہو کر مکہ آ گئی تھی اور روز فتح مکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ماری گئی تھی (مدارج النبوت ۲/۵۰۷ حوالہ روضۃ الاحباب)۔

☆ ام سعد یہ عورت بھی قتل کی گئی (مدارج النبوت ۲/۵۰۷)۔

☆ اسیران بدر میں سے صرف عقبہ بن ابی معیط جس کا ذکر اوپر گزرا اور نضر بن حارث دشمن رسول ﷺ کو بحکم رسول ﷺ قتل کیا گیا (سیرۃ النبی ۱/۲۳۹)۔

<u>گستاخ یہودیوں کا قتل</u>

☆ عصماء بنت مروان زوجہ یزید بن خطمی یہودی بہت زبان دراز تھی۔ اسلام اور اہل اسلام کی برائیاں اور مذمت کرتی رہتی تھی۔ محبوب کبریاء ﷺ کو برابر ایذا پہنچاتی رہتی تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ حضرت عمیر رات کو عصماء کے گھر پہنچے جو مدینہ سے باہر تھا۔ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر نے اپنی تلوار اس کے سینہ پر رکھ کر پشت سے گزار دی اور اسی رات لوٹ آئے (مدارج النبوت ۲/۱۷۶)۔

☆ ابی عفکہ یہودی بہت بوڑھا تھا۔ جس کی عمر ۱۲۰ سال کو پہنچ چکی تھی۔ یہ حضور علیہ السلام کے برخلاف لوگوں کو ورغلاتا اور ابھارتا تھا اور ایسے شعر پڑھتا تھا جس میں لوگوں کو جان

رحمت ﷺ سے نفرت ہو جانے کی ترغیب ہوتی تھی۔ محبوب کریم ﷺ نے حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کواس کے قتل کے لئے بھیجا۔ حضرت سالم اس کی طرف گئے اور اپنی تلوار اس کے جگر کے نیچے گھونپی اور اسے چرخ کر دیا۔ وہ دشمن خدا چیخا اور جان دے دی (مدارج النبوت ۲/ ۱۷۸ بحوالہ مواہب اللدنیہ)۔

☆ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا۔ جو محبوب کریم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو میں مشغول رہتا تھا اور کفار قریش کو جنگ کی ترغیبیں دیتا تھا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے دعا کی یا اللہ ابن اشرف کے شر سے ہمیں بچا۔ امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے تیار ہے' اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے ہلاک کروں۔ فرمایا۔ ہاں۔ آپ کے ساتھ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ بھی گئے۔ جنھوں نے اسے قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر مالک کائنات ﷺ کے قدموں پر ذلت اور حقارت کے ساتھ لا ڈالا (مدارج النبوت ۲/ ۱۵۸)۔

☆ ابو رافع جان رحمت ﷺ اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے میں مشغول رہتا تھا اور نبی کریم ﷺ کے خلاف جنگ میں مشرکوں کی اعانت کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے فرمان پر رات کو اس کے قلعہ میں جا کر تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں گھونپ دی جو اس کی پشت سے باہر نکل گئی اور ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ حضرت عبداللہ بن عتیک نے اوپر سے چھلانگ لگائی۔ جس سے آپ کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ساتھیوں نے جان رحمت ﷺ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا جس سے ٹوٹی ٹانگ درست ہوگئی (مدارج النبوت ۲/ ۱۸۸ تا ۱۹۰)

☆ حضرت کعب بن علقمہ کی روایت میں ہے کہ غرفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ جنہیں محبوب کریم ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے کسی ذمی آدمی پر گزرے اور اسے حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے محبوب کبریاء ﷺ کی شان میں اظہار بے ادبی کیا تو حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں نے ہمارے ساتھ عہد کر کے اطمینان پکڑا ہے۔ حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ

کے بارے میں تکلیف پہنچائیں۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا تم سچ کہتے ہو (وعندا بن عساکر)۔

گستاخان رسول ﷺ کیلئے خدائی فیصلے اور سزائیں

☆ ابی لہب یہ محبوب کریم ﷺ کا سگا چچا تھا اور آپ ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر اہل مکہ کو دعوت توحید دی تو اس پر اس نے جان رحمت ﷺ سے کہا کہ تم تباہ ہو جاؤ، تم نے ہمیں اس لئے یہاں جمع کیا تھا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تبت یدا ابی لهب وتب ''تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا''۔ چنانچہ دنیا میں تو اس کا یہ حشر ہوا کہ اس کے زہریلی قسم کا ایک زہریلا چھالہ (العدسہ) نکلا جو سارے جسم میں پھیل گیا۔ ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی۔ گوشت گل گل کر گرنے لگا تو اس کے بیٹوں نے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دی۔ اس کی نعش تین دن یونہی پڑی رہی اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آ گئے اور اس کے بیٹوں کی لعنت ملامت کی تو انہوں نے چند حبشی غلاموں سے ایک گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس کا یہ حشر اللہ تعالیٰ کے غضب کا ہی نتیجہ تھا کہ مکہ کے چار رئیسوں میں سے ایک رئیس کا یہ حشر ہوا اور قیامت کے روز سیصلی نارا ذات لهب ''عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں''۔

ابولہب کی بیوی اروہ اور کنیت ام جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی، کے دل میں محبوب کبریاء ﷺ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ دشمنی رسالت میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔ جنگل سے خاردار لکڑیاں چن کر رات کو اس راستے میں بچھا دیتی جس سے حضور ﷺ کا گزر ہوتا۔ ایک روز بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام کرنے کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتہ نے بحکم الٰہی اس کے پیچھے سے اس کے گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور اسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور مر گئی۔ وامراته حمالة الحطب فی جیدها حبل من مسد ''اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ'' اور قیامت کے روز بفرمان نبوی ﷺ، اس کا یہ حشر ہوگا جس آگ میں اس کا گستاخ خاوند جلایا جائے گا اسی آگ میں وہ بھی جھونکی جائے گی (ضیاء القرآن)۔

☆ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کی دو صاحبزادیوں، رقیہ اور ام کلثوم کی شادی ہوئی تھی۔ جب محبوب کریم ﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو ابولہب کے

کہنے پر دونوں بیٹوں نے طلاق دے دی۔ عتیبہ نے اپنے خبث باطن کا کچھ زیادہ ہی مظاہرہ کیا کہ اس ناپاک نے روئے انور پر تھوکنے کی جسارت کی۔ جو لوٹ کر اسی کے قبیح منہ پر آپڑی۔ حضور علیہ السلام کی زبان سے نکلا ''الٰہی اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس نانہجار پر مقرر فرمادے''۔ چنانچہ ایک سفر میں ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا۔ مگر نہ اس کا ناپاک گوشت کھایا اور نہ خون پیا۔ جس کی تفصیل حکایات صحابہ ص ۱۵۷ مصنفہ مولوی محمد ذکریا میں یوں درج ہے۔ جب عتیبہ نے طلاق دی اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آ کر نہایت گستاخی، بے ادبی اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضور علیہ السلام نے بددعا کی کہ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما۔ ابوطالب نے اسے کہا۔ اس بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جا رہا تھا۔ اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ مجھے محمد (ﷺ) کی بددعا کا فکر ہے، قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں۔ ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے۔ رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے۔ اس کے بعد ایک زقند لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ گیا اور عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اس نے ایک آواز دی مگر ساتھ ہی کام تمام ہو چکا تھا۔ اس کے دوسرے بھائی عتبہ نے چونکہ محبوب کریم ﷺ کی توہین نہیں کی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دولت اسلام سے نوازا (نشر الطیب ص ۱۰۶)۔

☆ ابوجہل ولید بن مغیرہ کا بھتیجا تھا جس کا رؤسا قریش میں شمار ہوتا تھا۔ یہ بھی محبوب کبریاء ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی ایذارسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ یہی حضور علیہ السلام کے معجزات کو جادو کہتا۔ اسی نے ہی شیخ نجدی (شیطان) کے سامنے دارالندوہ میں مشورہ دیا تھا کہ محمد (ﷺ) کو سب مل کر یکبار حملہ کر کے قتل کر دیا جائے۔ مالک دو جہاں ﷺ نے اسے فرمایا۔ ہر قوم کا ایک فرعون ہوتا ہے، میری امت کا فرعون ابوجہل ہے۔ حاکم کائنات ﷺ نے اسے دعوت اسلام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر وہ ایمان نہ لایا۔ جس کی تفصیل سورۃ القیامتہ آیت ۲۳ تا ۳۶ میں دیکھیں۔

☆ ابوجہل کی شرارت اور دشمنی کا عام چرچا تھا۔ اس بنا پر انصار میں سے دو بھائیوں معاذ اور معوذ نے عہد کیا تھا کہ یہ شقی جہاں نظر آئے گا اس کو مٹا دیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ غزوہ بدر میں صف میں تھا کہ دفعتہً مجھ کو دائیں بائیں دو نوجوان نظر آئے ایک

نے مجھ سے کان میں پوچھا کہ (چچا جان) ابوجہل کہاں ہے۔ میں نے کہا برادرزادہ' ابوجہل کو پوچھ کر کیا کرے گا۔ بولا میں نے خدا سے عہد کر رکھا ہے کہ ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا اسے قتل کر کے چھوڑوں گا۔ میں ابھی جواب نہیں دے پایا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے کانوں میں یہی باتیں کہیں۔ میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے۔ بتانا تھا کہ دونوں باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ یہ جوان عفرا کے بیٹے تھے۔ غزوہ ختم ہونے پر محبوب کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی جا کر خبر لائے ابوجہل کا کیا انجام ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (جو قد میں چھوٹے تھے) نے جا کر لاشوں میں دیکھا تو زخمی پڑا ہوا دم توڑ رہا تھا۔ بولے۔ تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا۔ ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو یہ فخر کی کیا بات ہے۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی گردن پر پاؤں رکھا اور چھلانگ لگا کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ ابوجہل نے کہا او بکری چرانے والے! دیکھ تو کہاں پاؤں رکھتا ہے۔ فرمایا کیا تو وہ وقت بھول گیا جب میں بفرمان نبوی تیرے لئے وعید کی آیت لے کر تیرے پاس گیا تھا' تو نے مجھے تھپڑ مارا تھا اور لاتوں سے خوب پیٹا تھا۔ اب تیری ذلت کا سامان میرے ہاتھوں ہی ہوگا (طبری ۱/ ۸۷ پر ہے) ابوجہل نے پوچھا فتح کس کی ہوئی۔ میں (ابن مسعود) نے کہا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ ابوجہل کہنے لگا اپنے نبی سے کہنا کہ میں اپنے مذہب پر ابھی تک قائم ہوں اور تجھ پر ایمان نہیں لایا اور کہا کہ میرا سر ذرا گردن کے نچلے حصہ سے کاٹنا تا کہ قریش کے بقیہ سروں سے میرا سر اونچا دکھائی دے اور کہا کاش میرا سر کوئی ہاشمی جوان کاٹتا۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر اس کے ناک میں رسی ڈال کر اور پیشانی کے بل گھسیٹتے ہوئے حضور علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی اس کیفیت کو پہلے ہی بیان فرمایا دیا تھا۔ ''ہاں' ہاں' اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بل پکڑ کر کھینچیں گے' کیسی پیشانی' جھوٹی خطا کار''۔ جب ابوجہل شقی ازلی کا ناپاک سر محبوب کبریاء ﷺ کے قدموں میں پھینکا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھے ذلیل وخوار کیا اے دشمن خدا! اور تمام حمد اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اپنے دین کو عزت بخشی اور فرمایا میری امت کا فرعون مرگیا''۔

☆ علماء فرماتے ہیں کہ فرعون جب غرق ہوا تھا تو اس نے جان لیا تھا کہ اس نے برا کیا اور اس

نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تھا اور دوھائی مانگی تھی لیکن یہ بدبخت آخر دم تک اپنے کفر پر ڈٹا رہا (مدارج ۲/۱۵۰)۔ یہ تو تھی اس دشمن رسول ﷺ کی ذلت و رسوائی دنیا میں اور آخرت میں جو اس بدبخت کی حالت دوزخ میں ہوگی ملاحظہ ہو سورۃ الدخان ۴۳-۵۰۔

''بے شک تھوہڑ کا پیڑ ایسے گنہگاروں کی خوراک ہے۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہوگا جیسے کھولتا پانی جوش مارے (اے فرشتو) اسے بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو (اور اسے کہو) چکھ ہاں' ہاں تو ہی بڑا عزت والا اکرم والا بنتا تھا۔ بیشک یہ ہے وہ عذاب جس میں تم شک کرتے تھے۔

☆ ولید بن مغیرہ مخزومی ابوجہل دشمن رسول ﷺ کا چچا تھا۔ حضرت خالد کا باپ اور خاندان قریش کا رئیس اعظم تھا اور مالدار بھی۔ یہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کسی نے محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا تو میں اسے اپنے مال میں سے کچھ نہ دوں گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں کہتا یہ تو مجنوں ہے اور جادوگر بھی اور قرآن کریم کو اگلوں کی کہانیاں بتاتا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس عیب گنوائے۔ ''اور ہر ایسے کی بات پر توجہ نہ دینا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہو' ذلیل' بہت طعنے دینے والا' بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا' بھلائی سے روکنے والا' حد سے بڑھنے والا' گنہگار' درشت خو۔ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے''۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے حق میں دس باتیں بتائی ہیں۔ نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی۔ اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔ یا تو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا' تو اس سے ہے۔

اس ولید بن مغیرہ کے متعلق سورۃ مدثر کی آیات ۱۱ تا ۳۰ نازل ہوئیں۔ یہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا۔ غزوہ بدر میں اس کی ناک کٹ گئی جسے شرم کے مارے چھپائے رکھتا۔ سنسمه علی الخرطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی تھوتھی پر داغ دیں گے۔

☆ عتبہ بن ربیعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نانا نہایت شریف الطبع اور صاحب ریاست تھا۔ (سیرۃ النبی ص ۲۱۳) غزوہ بدر میں فوج کا سپہ سالار تھا۔ مگر اس کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا کیونکہ وہ حکیم بن حزام کے مشورہ پر حضرمی کا خون بہا اس کے بھائی عامر کر دے دیتے ہیں

جو وجہ جنگ ہے مگر ابو جہل نے اسے نامردی کا طعنہ دیا جس پر عتبہ سے برہم ہوا اور کہا میدان جنگ بتا دے گا کہ نامردی کا داغ کون اٹھاتا ہے۔ چنانچہ عتبہ جو سردار لشکر تھا۔ ابو جہل کے طعنہ سے سخت برہم تھا۔ سب سے پہلے وہی بھائی اور بیٹے کو لے کر میدان میں نکلا اور مبارزت طلب کی۔ ادھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نکلے۔ چنانچہ عتبہ حضرت حمزہ اور ولید بن عتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں قتل ہوئے اور عتبہ کا بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جس نے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا تھا۔ ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے متعلق ارشاد خداوندی ہے ''اور اس (پند و نصیحت) وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا' پھر نہ اس میں مرے اور نہ جئے'' (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۲۔۱۳)۔

☆ امیہ بن خلف بھی محبوب کبریاء ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ تنقیص رسالت میں پیش پیش تھا۔ اس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ یہ بھی جنگ بدر میں شریک تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے کسی زمانہ میں معاہدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ میں آئے گا تو یہ اس کی جان کا ضامن ہوگا۔ بدر میں اس دشمن خدا سے انتقام لینے کا خوب موقع تھا لیکن چونکہ عہد کی پابندی اسلام کا شعار ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ بچ کر نکل جائے چنانچہ آپ اس کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے۔ اتفاق یہ ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا۔ انصار کو خبر کر دی۔ دفعتہً لوگ ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے امیہ کے بیٹے علی نامی کو آگے کر دیا جو قتل ہو گیا۔ پھر امیہ کی طرف بڑھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے امیہ سے کہا تم زمین پر لیٹ جاؤ۔ یہ لیٹ گیا تو حضرت عبدالرحمٰن اس پر چھا گئے کہ لوگ اس کو مار نہ دیں۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹانگوں کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ اس کی لاش کو کوئی ہاتھ نہ لگاتا کیونکہ وہ تین دن وہیں پڑی رہی اور پھول گئی جس میں سخت بدبو پھیل گئی (سیرۃ النبی ﷺ ۱/۳۲۰' تاریخ طبری ۱/۱۸۵) اور عامر بن الحضرمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مہجع رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا۔ محبوب کبریاء ﷺ کے خلاف کفار مکہ سے مل کر سازشیں کرتا رہتا تھا۔ حضرت مہجع رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ میں غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا اور شہید ہوئے۔ جس پر حضور علیہ السلام نے آپ کو سید الشہدا کے اعزاز سے نوازا۔ اسی غزوہ میں ۷۰

دشمنان رسول قتل ہوئے جن میں ابوسفیان کا لڑکا حنظلہ' ابوجہل کا بھائی عاص اور چچیرا بھائی مسعود بن امیہ' ولید بن مغیرہ کا بھائی ابوقیس اور اسود کے تینوں بیٹے حارث' زمعہ اور عقیل وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مزید فہرست ان مقتولین کی تاریخ ابن خلدون ۸۷/۱ پر دیکھیں۔ یہ تو تھی ان کی دنیا میں ذلت ورسوائی اور قیامت میں جو سلوک ان گستاخان رسول سے کیا جائے گا وہ سورۃ الحاقہ کی آیات ۲۵ تا ۳۷ میں دیکھیں۔

آخر میں ایک عجیب واقعہ پیش خدمت ہے جو ضیاء القرآن میں سورۃ النساء کے زیر آیت ۲۳ کے حاشیہ پر یوں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پر اعتراض کرنا' گستاخی کرنا' غضب الٰہی کو بھڑکا دیتا ہے۔ علم وتقدس کے سارے محلات مسمار کر کے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ فاضل اجل سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے تو محبوب ایک محروم ازلی نے کہا کہ ہوائے نفس سے کسی کا چھٹکارا نہیں خواہ وہ بھی ہو۔ (وہ سے اشارہ حضور علیہ السلام کی طرف کیا) کیونکہ آپ نے بھی فرمایا ہے۔ حبب الی من دنیا کم ثلاث الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوة یعنی ''تمہاری دنیا سے تین چیزیں میرے لئے مرغوب کی گئی ہیں۔ خوشبو' نساء اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔ میں نے اس گستاخ (مولوی) کو کہا تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی۔ حدیث میں (احببت) یعنی میں پسند کرتا ہوں کا لفظ نہیں بلکہ حبب (میرے لئے مرغوب بنا دی گئی ہیں) کا لفظ ہے۔ ہوائے نفس تو تب ہوتی کہ احببت کا لفظ ہوتا۔ فرماتے ہیں اس گستاخ کا منہ تو میں نے بند کر دیا لیکن میں اس کی بدزبانی پر بڑا غمگین ہوا کہ اپنے آپ کو امتی کہلانے والا شخص بھی ایسی بات اپنی زبان پر لاسکتا ہے۔ رات کو خواب میں حبیب مکرم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا۔ لاتغتم فقد کفیناک امرہ ''غمزدہ نہ ہو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا''۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے (روح البیان)۔

علامہ مرحوم اگر آج ہوتے اور ان امتیوں کا حال دیکھتے جو اپنے آپ کو بشریت میں محبوب کریم ﷺ کا ہم پلہ ثابت کرنے کے لئے کس سوقیانہ انداز میں محبوب کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کا کلیجہ پھٹ جاتا۔

شب پرہ مے طلبد بدر تمامت نقصان
او ندانند کہ اید نور تو ظاہر باشد

ہر کہ از روئے جدل ہر تو سخن میراند
ہمثل شد اگر ش بوعلی' کافر باشد

مرتدین کا انجام

مشرکین مکہ کے ساتھ دین کے پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے آئے تھے۔ جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چکھایا۔ یہ مقتولین میں شمار ہوئے۔ بنواسد بن عبدالعزی بن قصی سے حرث بن زمعہ' بنومخزوم سے ابوقیس ابن الفاکہ بن المغیرہ وابوقیس بن الولید مغیرہ بنوجمع سے علی بن امیہ بن خلف۔ بنوسہم سے عاص بن مینہ۔

یہ لوگ قبل ہجرت ایمان لا چکے تھے۔ لیکن جب حکم ہجرت صادر ہوا اور جان کائنات ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے۔ ان لوگوں کو ان کے اعزاء وخاص خاص اقارب نے مکہ میں روک لیا۔ آخر ان لوگوں نے ان لوگوں کے سمجھانے سے اسلام چھوڑ دیا۔

سامعین محترم! آپ نے گستاخان رسول ﷺ کا عبرتناک انجام سماعت فرمایا۔ اب آپ کے سامنے قیامت تک ہونے والے ان واجب القتل نام نہاد کلمہ گویان کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی نشانیاں خود مالک دوجہاں ﷺ نے بیان فرمادی ہیں اور وہ ہیں خوارج اور منافق۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے جان کائنات ﷺ نے فرماتے سنا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو نوعمر اور کم عقل ہوں گے۔ باتیں تو اچھے لوگوں جیسی کریں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر پیکان سے۔ تم جہاں بھی ایسے لوگوں کو پاؤ قتل کردو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن قتل کرنے والے کو اجر ملے گا۔ آگے حدیث ۱۸۲۲۔۱۸۲۳ میں ان کی نشانیاں بھی مختلف زاویوں سے بیان کی گئی ہیں۔

خوارج کا حلیہ

☆ مشکوۃ شریف باب المعجزات کی حدیث نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام جعرانہ میں محبوب کبریاء ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ بنوتمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عدل وانصاف سے کام لیجئے۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ افسوس ہے تجھ پر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا۔ بے شک تو ناامید اور ٹوٹے میں رہا۔ اگر میں انصاف نہ کروں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض

کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو اس حال میں چھوڑ دو۔ اس لئے کہ اس شخص کے کچھ لوگ تابعدار ہوں گے اور تم ان کی نمازوں سے اپنی نمازوں کو اوران کے روزوں سے اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ اس لئے وہ لوگ ریاکار اور طالب شہرت ہوں گے اور دکھانے کے لئے اچھی طرح نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے چھوٹ کر شکار میں سے گزر جاتا ہے۔ جب تیر شکار کے جسم سے گزر جائے اور باہر آ جائے تو اس کے پیکان سے پر تک صاف ہوتا ہے اور کوئی چیز اس کے کسی حصہ میں لگی نظر نہیں آتی۔ حالانکہ وہ نجاست اور خون میں سے نکل کر آتا ہے اور اس شخص کے بعض تابعداروں کی علامت یہ ہے کہ وہ سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا۔ جس کے ایک بازو میں عورت کے پستان کی مانند ابھرا ہوا گوشت یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہوگا جو ہلتا ہوگا اور یہ لوگ (یعنی ذوالخویصرہ کے ہم خیال واتباع) لوگوں کے ایک بہترین فرقہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے محبوب کبریاء ﷺ سے سنی اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان لوگوں (خوارج) کی ایک جماعت لڑی اور میں اس جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فتح پائی تو اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا جس کے نسبت محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا تھا چنانچہ نعشوں میں تلاش کر کے اس کی نعش کو لایا گیا' میں نے اس کو دیکھا۔ اس کی جو صفت آپ نے بیان فرمائی تھی اس میں موجود تھی۔

☆ ایک اور موقع پر ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ پیشانی بلند تھی' گنجان داڑھی تھی' رخسار اٹھے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا۔ بخاری شریف میں یہ بھی ہے کہ تہبند اٹھائے ہوئے تھا اور آپ سے عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ)! خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں گا تو کون اطاعت کرے گا۔ تو مجھ کو اطاعت گزاری کا سبق دیتا ہے۔ خدا مجھ کو امین جانتا ہے اور زمین کے لوگوں میں امین ہوں' تو مجھ کو امین نہیں جانتا اور مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔ ایک شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ شخص چلا گیا تو جان کائنات ﷺ نے فرمایا

اس شخص کی اصل سے ایک قوم (اسی حلیئے کی) پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھے گی اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ جائے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ (یعنی خارجی) مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ان کو اس طرح ہلاک کروں جس طرح عاد ہلاک کیئے گئے (بحوالہ صحیحین)۔

☆ بیہقی اور دیلمی نے خوارج کے متعلق مالک دوجہاں ﷺ سے بیان کیا کہ خوارج کی نشانی یہ ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ میری اولاد سے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھیں گے اور فرمایا خارجی جہنم کے کتے ہیں (طبرانی ۲/ ۱۱۷ مطبوعہ مصر)۔

☆ امام احمد سے روایت ہے کہ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بغض سے پہچانتے ہیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ چونکہ خوارج اور منافق مرتدین کے زمرہ میں آتے ہیں اور مرتد کی سزا قتل ہے جیسا کہ شروع میں گزرا۔

لہذا مملکت اسلامیہ کا فرض ہے کہ توہین رسالت کرنے والوں کا محاسبہ کرے اور ایک خصوصی عدالت قائم کرے ایسے مجرموں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچانے کا بندوبست کرے ایسا کرنا تو فی زمانہ اور بھی ضروری ہوگیا ہے جبکہ نام نہاد مسلمان حبیب کبریاء ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالٰی اس بے ادبی کے دور میں ان گستاخان رسول ﷺ کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنے انعام یافتگان مقبول بندوں یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین (اولیاء) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین ﷺ

امیدوار اس جہاں خواب میں دیدار محبوب کریم ﷺ اور
اس جہاں حساب میں شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

0300-6661755

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں' محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہاں پر تقدیم' تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم' کتنی ہی عقیدت' کتنی ہی دوستی' کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو' جیسے تمہارے باپ' تمہارے استاذ' تمہارے پیر' تمہاری اولاد' تمہارے بھائی' تمہارے احباب' تمہارے بڑے' تمہارے اصحاب' تمہارے مولوی' تمہارے حافظ' تمہارے مفتی' تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشد۔ جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ ان کی صورت' ان کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے' دوستی' الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت' مشیخت' بزرگی' فضیلت کو خطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بنا پر تھا۔ جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ کیا بہتیرے پادری' بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا یا اس قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہاں سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو (تمہید ایمان ص ۷۔۶)۔